نمبر ۷۸ | مورخہ ۳ر جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۳ر شعبان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت باوجود ایام جلسہ اور ان کے بعد بھی دن رات کی بے حد مصروفیت کے اچھی ہے۔ اور حضور روزانہ ان اصحاب سے ملاقات فرماتے ہیں جو جلسہ کے بعد ملاقات کرنے کے لئے ٹھہر گئے تھے ؛

۳۱ر دسمبر جناب سیٹھ ابو بکر یوسف صاحب کی دوسری صاحبزادی کا رخصتانہ ہوا۔ جن کا نکاح شیخ بشیر احمد صاحب بی۔اے ایل۔ایل بی گوجرانوالہ سے ہوا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور بعض سے دوسرے بزرگ اس تقریب میں شریک ہوئے۔ اور دُعا کی۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے ؛

جناب میر محمد اسماعیل صاحب سول سرجن نے یکم جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کی شب مسجد اقصےٰ میں ذکرِ حبیب پر نہایت دلچسپ تقریر فرمائی ؛

اب بھی ہے

منشی محمد حسن صاحب رہتاسی نے جلسہ سالانہ پر اپنی حسب ذیل نظم پڑھی

جس طرح تھا پہلے اُس کا لطف و احساں اب بھی ہے
جیسا رب العالمین تھا اور رحماں اب بھی ہے

جس قدر ظاہر تھا پہلے اتنا ہی ظاہر ہے آج
جتنا پنہاں تھا نظر سے اتنا پنہاں اب بھی ہے

گو نگاہِ بے بصر قاصر ہے اس کی دید سے
نَحْنُ اَقْرَبُ کی صدا سنتی رگِ جاں اب بھی ہے

ابتدا سے آجتک تازہ تریں اسبابِ فیض
مہر و ماہ و ابر و باد و برق و باراں اب بھی ہے

ہم سے پہلے جس قدر انعام اگلوں پر ہوئے
تا ابد جاری ہیں وہ۔ مومن کا ایماں اب بھی ہے

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا ہیں زیرِ موہبت
میرے دعوے کی مؤیّد نصِّ قرآں اب بھی ہے

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی سننے کے بعد
تجکو ناحق کسبی و وہبی کا خلجاں اب بھی ہے

ہستیٔ بے عیب پر طعنِ تلوّن اَلْحَذَر
کیا موحِّد کچھ حریصِ شرکِ پنہاں اب بھی ہے

بخل کا اِلزام جس پر تھا پُرانا افترا
اُس سراپا حمد پر ویسا ہی بہتاں اب بھی ہے

اُس کی رحمت سے جو تھا نومید ہر اک عہد میں
ابتدا سے تھا وہ شیطاں اور شیطاں اب بھی ہے

گر رُخِ سائل پہ بابِ موہبت پیدا نہ تھا
کیوں درِ دولت پہ پھر گسترده داماں اب بھی ہے؟
گر حصولِ موہبت میں شرطِ کوشش تھی عبث
کیوں زمینِ سعی میں پھر گوئے وچوگاں اب بھی ہے؟

ہو گئے ناپید یوسفؑ اور دلِ عشاق گم
چاہِ کنعاں ورنہ اور چاہِ زنخداں اب بھی ہے
پہلوئے عشاق میں پُر دردِ دل باقی نہیں
ورنہ ہمدردی کو حاضر تیرِ مژگاں اب بھی ہے
کیشِ جاناں اب بھی ہے عاشق پہ جورِ ناروا
کعبۂ مقصودِ عاشق کوئے جاناں اب بھی ہے
ہے قفس کے گوشۂ تاریک میں مرغِ چمن
ورنہ گلشن میں مہیا ساز و ساماں اب بھی ہے

گدگدی پیدا ہو گر سیرِ فلک کی آج بھی
لشکرِ جن و پری تختِ سلیمانؑ اب بھی ہے
نورِ ایمانِ براہیمی تماشائی ہو گر
نار کے اندر تماشائے گلستاں اب بھی ہے
گر عصائے ہمتِ مومن میں ہو۔ روحِ کلیمؑ
پھر یدِ بیضا نہ چاکِ گریباں اب بھی ہے

ہے محال آمد "نبی" کی بعد از ختم الرسل
لاڈلا مریم کا آجائے تو امکاں اب بھی ہے
اپنے مونہہ سے ملتے ہیں چشمۂ کوثر کو خشک
تشنہ کامی کے فرو کرنے کا ارماں اب بھی ہے؟

وہم تیرا ہے جوابِ ابنِ مریمؑ ممتنع
اور یقیں میرا کہ اُس قادر پہ آساں اب بھی ہے
ہاں! اگر ایسا محمدؐ مصطفےٰ کو مانتا
ہے صحیح۔ اور اس پہ شاہد قولِ رحماں اب بھی ہے
حُسن و احسانِ مسیحا دیکھنا ہو گر تجھے
سامنے تیرے "نظیرِ حُسن و احساں" اب بھی ہے
آج بھی پیدا کہیں ہو گر زلیخا کی مثال
پھر "مثیلِ یوسفؑ" پاکیزہ داماں اب بھی ہے
اب بھی ہیں اربابِ دانش زینتِ بزمِ سخن
اور اسی محفل کے اندر مجھ سا ناداں اب بھی ہے
کوئی مانے یا نہ مانے اپنا ایماں ہے حسنؔ
جس طرح تھا پہلے اُس کا لطف و احساں اب بھی ہے

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

ترکی میں انقلاب کی تیاریاں

قسطنطنیہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ٹرکی کے مختلف شہروں سے اس وقت تک ایک ہزار اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جن میں شیوخ۔ امام درویش اور مستورات بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پوری پلٹن پر بھی غیر وفاداری کا شبہ تھا۔ اس لئے اسے بھی نظر بند کر دیا گیا ہے اس بغاوت کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کمالی حکومت کا تختہ الٹ کر دوبارہ مذہبی حکومت قائم کی جائے۔ اسی سلسلہ میں منی مین نامی شہر میں فوج اور عوام میں مڈبھیڑ بھی ہوئی۔ چند ایک اشخاص مجروح ہوئے :-

ترکی میں اسلامی جھنڈے کی ضبطی

۳۰ دسمبر کی ایک خبر ہے۔ کہ حکومت ٹرکی نے حکم دیا ہے۔ کہ وہ جھنڈے جن پر آیاتِ قرآنی مرقوم ہیں۔ ضبط کر لئے جائیں۔ تا اُن کے ذریعہ عوام کو مشتعل نہ کیا جا سکے :-

سلطان عبد الحمید کے ورثاء کا تاریخی دعوےٰ

آج کل قسطنطنیہ میں انگریزی ترکی مشترکہ پنچایتی عدالت میں وہ مقدمہ زیر سماعت ہے۔ جو سلطان عبد الحمید کے ورثاء نے حکومت برطانیہ کے خلاف دائر کر رکھا ہے۔ اس عدالت کا صدر ڈنمارک کا ایک جج ہے۔ دعویٰ یہ ہے۔ کہ سلطان کی جو پرائیویٹ جائداد تھی۔ وہ مدعیوں کو واپس دلائی جائے۔ اس جائداد میں موصل کے تیل کے چشمے بھی شامل ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ سلطان نے ان چشموں کو اپنے ذاتی روپیہ سے خرید کیا تھا :-

جدہ میں وائرلیس سکول

جدہ میں بے تار برقی کا سکول کھول دیا گیا ہے۔ دوسو امیدواروں نے داخلہ کی درخواستیں دی تھیں۔ مگر صرف ۴۸ لئے گئے ہیں۔ حکومت نے طلباء کے لئے ایک بورڈنگ بھی تعمیر کرایا ہے :-

ایران اور روس

طہران کی خبر سے پایا جاتا ہے۔ کہ روس اور ایران کے تجارتی تعلقات کے متعلق ایران کی خواہش پر از سر نو گفت و شنید کا آغاز کیا گیا ہے دوران گفتگو میں دونوں حکومتوں کے نمائندوں کے علاوہ اقتصادی ماہرین کی ایک جماعت بھی موجود رہے گی :-

مسلمانانِ الجزائر پر فرانسیسیوں کے مظالم

معلوم ہوا ہے۔ کہ فرانسیسی حکومت نے مشرقِ اردن کے بربروں کو مجبور کیا ہے۔ کہ وہ مذہبی رسوم ادا نہ کریں۔ قرآن کریم کی درسگاہیں مذہبی ادارے اور مسجدیں بند کر دی گئی ہیں :-

حکومت ترکی کا قرضہ

حکومت ترکی نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ امسال اپنے ذمہ کی قسط جو پینتالیس لاکھ ڈالر ہے۔ مالی مشکلات کی وجہ سے ادا نہیں کر سکے گی :-

ایران اور ترکی کے تعلقات

انگورہ کی اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ایران نے حکومت ترکی کی خواہش کے مطابق کردستان کا وہ علاقہ ترکی کے حوالہ کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جہاں شورش پسند پناہ گزیں ہوا کرتے تھے۔ اور ترکی عساکر غیر علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں پیش قدمی نہ کر سکتے تھے۔ اس کے عوض میں حکومت ترکی اپنا علاقہ ارارات ایران کے حوالہ کر دے گی :-

ایران اور عراق کا معاہدہ

ایران اور عراق کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ کی گفتگو ہو رہی ہے۔ جو اگر کامیاب ہو گیا۔ تو ایرانی حکومت نے پچھلے دنوں عراقی اشیاء درآمد پر جو محصولات عائد کئے تھے۔ وہ منسوخ کر دیئے جائیں گے :-

ایران اور اطالیہ کا معاہدہ

ایران اور حکومت اٹلی کے تجارتی معاہدہ کی مدت ختم ہونے والی تھی۔ لیکن دونوں حکومتوں نے متفقہ طور پر اسے مزید چھ ماہ کے لئے علی حالہ قائم رکھنے کا فیصلہ کیا ہے :-

ایران میں شکر سازی کا کارخانہ

وزارت اقتصاد ایران نے شکر سازی کا ایک کارخانہ کھولنے کی غرض سے چار لاکھ تومان کے سرمایہ کی ایک کمپنی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے :-

مصر اور حجاز کے تعلقات

قاہرہ کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ صدیوں سے جو مصری محمل حجاز جایا کرتا تھا۔ اور جو چند سال سے بند ہو گیا تھا حسب دستور قدیم یہ سلسلہ پھر شروع کر دیا گیا ہے۔ اور حکومت مصر امسال حج کے موقعہ پر غلاف کعبہ مکہ مکرمہ روانہ کرے گی :-

چھ بچوں سے زیادہ والی ماں کو سرکاری وظیفہ

قسطنطنیہ ۲۴ دسمبر۔ ہر ترکی عورت جو چھ بچوں سے زیادہ کی ماں ہے۔ سرکاری وظیفہ حاصل کرتی ہے۔ حکومت ترکی کا محکمہ صحت کھیل کود اور ورزش کے متعلق خاص خیال رکھتا ہے۔ اور زنانہ سکولوں میں بھی ورزش کے جدید اصول رائج کر دئے گئے ہیں :-

عراق میں ملکی سکہ کی ترویج

معلوم ہوا ہے۔ کہ عراقی پارلیمنٹ میں بہت جلد وطنی سکوں کی تیاری کا قانون پیش ہوگا۔ اور یکم اپریل ۱۹۳۱ء سے ملکی سکہ جاری ہوگا جو دینار اور فلس کہلائے گا۔ عراقی دینار انگریزی پونڈ کے مساوی ہوگا :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

گورنر پنجاب پر شرمناک قاتلانہ حملہ

مسلمان اپنا فرض پہچانیں

سمجھ میں نہیں آتا۔ وُہ لوگ جو گاندھی جی کے نام نہاد عدم تشدد کے راگ گاتے ہوئے نہیں تھکتے۔ جن کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ گاندھی جی کا یہ اصل ہندوستان سے نکل کر دوسرے ممالک کے لئے بھی خضرِ راہ بن رہا ہے۔ اور جو یہ سناتے رہتے ہیں۔ کہ اسی کی وجہ سے اسلامی ممالک کے لوگ بھی گاندھی جی کی جے کہنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وُہ اسی ہندوستان میں جہاں گاندھی جی نے جنم لیا۔ جہاں عدم تشدد کا اصول ایجاد کیا۔ جہاں اسے جاری کیا۔ اور جہاں کے لوگوں کی سیاسی اور ملکی ترقی کا اسے بنیادی پتھر ٹھہرایا۔ آئے دن انہی لوگوں کی طرف سے جو گاندھی جی کی تحریک کے شیدائی ہیں۔ نہایت شرمناک تشدد اور بے حد کمینہ قتل و خونریزی کے واقعات رونما ہوتے دیکھ کر کیوں شرم و ندامت محسوس نہیں کرتے۔ اور کیوں کھلے طور پر اعتراف نہیں کر لیتے۔ کہ گاندھی جی نے عدم تشدد کا نقاب اوڑھ کر ملک میں بدامنی اور فتنہ وفساد کی ایسی آگ بھڑکا دی ہے جو اگر اسی طرح بڑھتی گئی۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں ملک کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی ؛

ہندوستان کے سیاسی حالات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انقلاب پسندوں کی تحریکوں اور گورنمنٹ کے خلاف ان کی تجاویز کو جوں جوں ناکامی ہو رہی ہے۔ تشدد اور خونریزی کے واقعات بڑھ رہے ہیں۔ اور سرکاری افسروں پر قاتلانہ حملے کر کے ملک کے امن کو برباد کیا جا رہا ہے۔ اس قسم کے سفیہانہ حملے کرنے والے جہاں وُہ لوگ ہیں۔ جو اپنی اکثریت کے گھمنڈ میں ہندوستان پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اقلیتوں کو اپنا غلام بنانا چاہتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ایسے افعال کا ارتکاب خصوصیت سے بنگال اور پنجاب میں کیا جا رہا ہے۔ جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایسے علاقے جہاں گورنمنٹ کے خلاف تحریکوں کو پنجاب اور بنگال کی نسبت زیادہ فروغ حاصل ہے وہاں اس قسم کے افعال کیا بلحاظ تعداد اور کیا بلحاظ نوعیت بہت کم واقع ہوئے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ان حادثات کے پس پشت ایک گہری اور دور رس سازش کام کر رہی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ اس طرح ایک طرف تو گورنمنٹ کو مرعوب کیا جائے اور دوسری طرف مسلمانوں کو خوف زدہ کر کے اپنے لئے آلہ کار بنا لیا جائے۔ اس قسم کے حادثات سے درپردہ ہمدردی رکھنے والے ہندو اخبارات ان کی وجہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کی تشدد کی پالیسی نوجوانوں کو اس قسم کی گمراہی میں مبتلا کرنے کی ذمہ وار ہے لیکن اگر گورنمنٹ خلاف امن اور خلاف قانون حرکات کرنے والوں کی روک تھام کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ وُہ تشدد کی پالیسی ہے اور اس کی وجہ سے نوجوان کمینہ طریق سے قتل و خونریزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ کیا یہ تشدد کی پالیسی صرف پنجاب اور بنگال میں ہی جاری ہے۔ اور دوسرے صوبے اس سے محفوظ ہیں۔ اگر نہیں۔ بلکہ جس چیز کو تشدد کی پالیسی قرار دیا جاتا ہے وُہ دوسرے صوبوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ پنجاب اور بنگال میں نوجوانوں کی گمراہی زیادہ زور کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے۔ حتیٰ کہ دوسرے صوبوں کے نوجوان بھی اپنی گمراہی کے اظہار کے لئے ادھر ہی دوڑے آتے ہیں۔ اور یہاں آکر اڈے قائم کرتے ہیں۔ اس وقت تک پنجاب میں حکام کے متعلق جو خطرناک حادثات رونما ہو چکے ہیں۔ ان میں کئی ایک دوسرے صوبوں کے نوجوان گرفتار ہو چکے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ اسی سازش کا نتیجہ ہے۔ جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ ان حالات میں گورنمنٹ کے علاوہ خود مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ وُہ معاملہ کی نزاکت اور اس کے خطرہ کا پورا پورا احساس کرتے ہوئے اس کے ازالہ کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں ؛

اس وقت تک پنجاب میں سرکاری افسروں کے خلاف قتل و خونریزی کے جو شرمناک حادثات گمراہ اور فتنہ پرداز لوگوں کی طرف سے ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ ان سب سے خطرناک حادثہ وُہ ہے۔ جو ۲۳- دسمبر کو پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں رونما ہُوا۔ اور جس میں گورنر صاحب پنجاب پر اس وقت قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جبکہ آپ کانووکیشن کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ہال سے باہر نکل رہے تھے۔ حملہ آور کے متعلق جو عین موقعہ پر گولیاں برساتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ ۱۵-۱۶- سال کا ہندو لڑکا ہے۔ جو باوجود پولیس کی بے حد احتیاط اور دیکھ بھال کے بھرا ہوا پستول لے کر ہال میں داخل ہو گیا۔ اور اس نے پے در پے چھ گولیاں چلائیں۔ جن سے گورنر صاحب کے علاوہ دو مرد اور دو عورتیں بھی زخمی ہوئیں۔ گورنر صاحب بہادر کو دو جگہ معمولی زخم لگے۔ لیکن ایک سکھ سب انسپکٹر سخت زخمی ہو کر فوت ہو گیا۔ اور ایک یورپین عورت کو بھی سخت زخم آیا۔ جس کی حالت ابھی تک نازک بتائی جاتی ہے ؛

یہ حادثہ نہ صرف اس لحاظ سے نہایت ہی خطرناک ہے۔ کہ صُوبہ کے سب سے اعلےٰ حاکم پر اور ایسے حاکم پر نہایت کمینگی سے قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ جو اپنی ذاتی شرافت۔ نیک نیتی اور ہمدردی کی وجہ سے بہت ہر دلعزیز ہے۔ اور پنجاب میں ایک لمبا عرصہ رہنے کی وجہ سے اپنے دوستوں اور خیر خواہوں کا بڑا وسیع حلقہ رکھتا ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے۔ کہ اس کا ارتکاب ایک ایسی عمر کے لڑکے نے کیا۔ جو یقیناً دوسروں کے سہارے کا محتاج ہے اور جس کے پیچھے لازمی طور پر دوسرے لوگ ہیں ؛

حکومت کا تو فرض ہے ہی۔ کہ اس بارے میں پوری جدوجہد سے کام لے کر اس ناپاک سازش کا سراغ لگائے۔ اور ان لوگوں کو بھی جن کی اشتعال اور تحریک پر حملہ آور نے کمینگی کا اظہار کیا۔ کیفر کردار تک پہنچائے۔ لیکن اہل پنجاب کا بھی فرض ہے۔ کہ اس بارے میں ہر طرح کی امداد دیں۔ خصوصاً مردان اور اس کے گردونواح کے لوگوں کا۔ جہاں کا حملہ آور رہنے والا ہے ؛

ہمیں تعجب ہے۔ کہ پنجاب کا ہندو اور خصوصاً آریہ پریس جسے شردھانند جی کے قتل کے حادثہ کے متعلق ایک بہت بڑی سازش کے خواب نظر آتے تھے۔ اور جو راجپال کے سے بے حقیقت اور بدگو آریہ کے قتل کو ایک خاص سازش کا نتیجہ قرار دیتا تھا۔ وُہ اس وقت کیوں خاموش ہے۔ جبکہ ایک طرف تو صُوبہ کے سب سے اعلےٰ حاکم پر قاتلانہ حملہ ہُوا ہے۔ اور دوسری طرف حملہ آور ایک چند سالہ لونڈا ہے۔ کیا یہ بات کسی صحیح الدماغ انسان کے وہم و گمان میں بھی آسکتی ہے کہ ۱۵-۱۶- سالہ لڑکا خود بخود گورنر پر حملہ کرنے کا ارادہ کر کے مردان سے چلکر کانووکیشن کے موقعہ پر لاہور پہونچے۔ پھر پولیس کے زبردست پہرہ اور دیکھ بھال کے باوجود بغیر کسی خاص امداد کے یونیورسٹی ہال میں پستول سمیت داخل ہو جائے اور گورنر پر حملہ کا ارتکاب کرے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ اسے ایک منظم اور باقاعدہ سازش کا آلہ کار بنایا گیا۔ اور اس سازش کی خبر یقیناً

ان لوگوں کو ہوگی۔ جن میں اس کی بود و باش تھی۔ اور جن کے ساتھ اس کے تعلقات تھے۔ اگر ایسے لوگ اس شرمناک سازش اور اس کے سفیہانہ نتائج کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ تو بہت جلد پوشیدہ حالات ظاہر ہو سکتے ہیں۔ لیکن امید نہیں۔ کہ وُہ ملک اور قوم کے متعلق اپنے فرائض کا احساس رکھتے ہُوئے کسی قسم کی امداد دیں۔ اور ایسے شرمناک افعال کے انسداد میں ممد ہوں۔ جو انسانیت کے چہرہ کے لئے نہایت بدنما داغ ہیں۔ اس صورت میں مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں۔ اور گزارش کرتے ہیں۔ کہ اس قسم کے حادثات کی روک تھام کے لئے جو کچھ بھی ان کے امکان میں ہے۔ اس سے کام لیں۔

بے شک مسلمانوں نے اپنے اس وقت تک کے رویہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ کہ وُہ فتنہ و فساد۔ قتل و خونریزی کی تمام راہوں سے الگ ہیں۔ لیکن ملک و ملت کی طرف سے جو فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں۔ ان کے رُو سے ضروری ہے کہ وُہ نہ صرف خود شریفانہ طریق کار پر گامزن رہیں۔ بلکہ گمراہ اور جادۂ صواب سے بھٹکے ہُوئے لوگوں کو بھی راہِ راست پر لانے کی مردانہ وار کوشش کریں۔ تاکہ ایک طرف تو ملک کا امن و امان تباہ نہ ہو۔ اور دوسری طرف خلافِ انسانیت و شرافت افعال کرنے والوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ مسلمان ان کا مقابلہ کرنے اور ان کے شرمناک منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔

انسدادِ تشدد کرنا سختی نہیں

جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جبکہ ہندوستان کے ہر ایک گوشہ اور علاقہ کے ہزار ہا افراد جمع تھے۔ گورنر صاحب پنجاب پر قاتلانہ حملہ کے خلاف اظہار نفرت کرتے ہُوئے جو ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ ان میں گورنمنٹ کو یہ مشورہ بھی دیا گیا۔ کہ وُہ فوراً ایسے موثر طریق اختیار کرے۔ جن کی وجہ سے ذمہ دار سرکاری افسروں کی زندگی محفوظ رہ سکے۔ اور اس کے اعتراضات یا اس پر مخالفانہ نکتہ چینی کی پرواہ نہ کرے۔ کیونکہ جب تک سرکاری افسروں کی زندگی محفوظ نہ ہو۔ ملک میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

اس سے اخبار ''ملاپ'' (۳۰- دسمبر ۱۹۳۰ء) یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ''مرزائی سختی کی پالیسی کے حق میں ہیں'' اور اپنی تمام شرافت اور انسانیت اپنے راستی و دیانت کی نذر کر کے جماعت احمدیہ کے پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرتا ہُوا لکھتا ہے:-

''قادیان کے مرزائیوں نے جہاں کہ منشی غلام احمد قادیانی کے چیلے چانٹوں کا گڑھ ہے۔ حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ ملک میں جو اس وقت دہشت زدگی کا زور پایا جاتا ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے سوائے مضبوط اور سخت پالیسی کے اور کوئی تجویز مفید ثابت نہیں ہو سکتی۔ مرزائیوں کا یہ مشورہ حالات کو بہتر بنانے والا نہیں ہے۔ اگر اس کی بجائے حکومت کو یہ مشورہ دیا جاتا۔ کہ وُہ حسن تدبر سے کام لے کر اس قسم کے ناخوشگوار واقعات کے اعادہ کو مصالحتی۔ اور احسن طریق سے روکنے کی تدبیر اختیار کرے۔ تو اس کا نتیجہ بہتر ہوگا سختی کا مشورہ دینا کئی حالتوں میں کام کو سنوارنے کی بجائے اسے بگاڑنے کا موجب بنتا ہے''۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ دہشت زدگی کا ارتکاب کرنے والوں کی کس طرح حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے واقعات کے اعادہ کو روکنے کے لئے جو اعلےٰ سے اعلےٰ حکام کے لئے خطرہ کا باعث بن رہے ہیں۔ اور جن کی وجہ سے ملک کا امن برباد ہو رہا ہے۔ اگر حکومت ضروری کارروائی کرے۔ تو وہ ''سختی کی پالیسی'' ہے۔ لیکن جو لوگ اس قسم کے افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں وُہ ''کام'' کر رہے ہیں۔ ہندوؤں کی یہی بگڑی ہُوئی ذہنیت ہے۔ جو در اصل دہشت زدگی اور قاتلانہ حادثات کی ذمہ وار ہے۔ اول تو کینہ خصلت قاتلوں کی روک تھام کے لئے کوئی کارروائی کرنا سختی نہیں کہلا سکتی۔ لیکن اگر سختی ہے۔ تو قتل و غارت اور خونریزی کے مقابلہ میں ضروری ہے۔ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا آگے کر دینے کی پالیسی نہ اس وقت تک دنیا میں کامیاب ہوئی ہے۔ اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ شرمناک طریق سے قتل و غارت کرنے والوں کا انسداد مضبوط اور طاقت ور پالیسی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کو یہی مشورہ دیا۔ اور ہم اس پسندیدہ مشورہ دے سکتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو ایسے کام کو سنوارنے کی بجائے اسے بگاڑنے کا موجب ''بنا رہے ہیں۔ وُہ در اصل تشدد پسندوں کی دیدہ و دانستہ حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ اور ملک میں بدامنی کے ذمہ وار ہیں۔

مسلمانوں کا متحدہ محاذ اور شیعہ اصحاب

شیعہ یوتھ کانفرنس ملتان میں صاحب صدر نے جو خطبہ پڑھا۔ اس میں شیعہ نوجوانوں کو مخاطب کر کے کئی ایک نہایت اہم اور ضروری نصائح کیں۔ مثلاً آپ نے کہا:-

''مذہبی ہدایتوں کے علاوہ دنیاوی سیاستوں اور مصلحتوں کا بھی یہ تقاضا ہے۔ کہ مسلمان قوموں کو بحیثیت مسلمان کے دنیا کی قوموں کے سامنے زندہ اور باقی رکھنے کیلئے مسلمانوں کا متحدہ محاذ اور ان کی برادرانہ جمعیت قائم رہے'' (سرفراز ۲۸- دسمبر ۱۹۳۰ء)

یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ ایسے وقت میں جب کہ مسلمانانِ ہند کو دنیاوی سیاستوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے متحدہ محاذ قائم کرنے کی سب سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ شیعہ اصحاب میں بھی اس کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ لیکن صرف احساس ہونا ہی کافی نہیں ہو سکتا۔ جب تک عملی صورت اختیار نہ کرے ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ شیعہ اصحاب سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت اور حصول کے لئے تمام مسلمانوں کا متحدہ محاذ قائم کرنے میں اپنی طرف سے پوری امداد دیں گے جس کی طرف حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کئی بار توجہ دلا چکے۔ اور اس کی اہمیت ثابت فرما چکے ہیں۔

شیعہ اصحاب کو ضروری نصیحت

صدر صاحب نے ایک اور نہایت ضروری نصیحت شیعہ حضرات کو یہ کی:- ''مجالس و مواعظ میں اکثر مجادلانہ اور مخاصمانہ طرز اختیار کیا جاتا ہے جس سے غیر اقوام کے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور ہماری جماعت کو بداخلاق زبان دراز سمجھ کر بھاگتے ہیں۔ ہم کو تحریر و تقریر کا انداز بدلنا چاہیئے۔ ضرورت زمانہ سے واقف مبلغین پیدا کرنے چاہئیں۔ جو اصول تبلیغ سے واقف باعلم و فضل ہوں۔ رکیک اور غلط روایات اور بے معنی تاویلات و خطابات و شاعرانہ انداز چھوڑنا چاہیئے۔ کہ بجائے فائدہ کے ان کا نقصان عام ہو رہا ہے''۔

اس نصیحت پر عمل کرنا نہ صرف شیعہ اصحاب کے لئے مفید اور فائدہ بخش ہو سکتا ہے۔ بلکہ دوسرے فرقوں کے مسلمانوں کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کرنے میں بہت ممد ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہر ایک فرقہ ایسا ہی طرز عمل اختیار کرے تو مسلمانوں کا نہایت مضبوط متحدہ محاذ بہت جلد قائم ہو سکتا ہے۔

ہندوؤں کا مقصد اقلیتوں کو تباہ کرنا ہے

اگرچہ اقلیتوں کے متعلق ہندوؤں کا طریق عمل صاف بتا رہا ہے کہ وُہ ان کی تباہی و بربادی کے درپے ہیں۔ اور ان کی ساری کوشش یہ ہے کہ یا تو انہیں اپنے اندر جذب کر لیں۔ یا پھر اس قدر ملیا میٹ کر دیں۔ کہ ان میں ابھرنے کی قطعاً ہمت نہ رہے۔ لیکن باوجود اس کے زبانی طور پر یہی کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو ہندوستان کی حکومت حاصل کرنے کے بعد اقلیتوں کو ان کی مونہہ مانگی رعایات دیں گے۔ اور انہیں خوش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔

اگرچہ اس وعدہ میں صداقت کا کوئی شائبہ نظر نہیں آتا۔ تاہم مسلمانوں کا ایک قلیل طبقہ اس کی وجہ سے ہندوؤں کے پھندے میں پھنس کر اس وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ جب وُہ سوراجیہ حاصل کر لینے کے بعد امیدیں لا حاصل کر دیں گے۔ لیکن قبل اس کے کہ وُہ وقت آئے۔ جب کوئی چارہ کار باقی نہ رہے اگر ہندوؤں کے بے بنیاد وعدوں پر اعتماد رکھنے والے مسلمان غور و فکر سے کام لیں۔ تو انہیں اب بھی ہندوؤں کے دلی ارادوں سے بہت کچھ آگاہی ہو سکتی ہے۔

حال ہی میں ایک مشہور ہندو لیڈر مسٹر سچیدا نند سنہا نے اخبار لیڈر الہ آباد میں ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ میں گول میز کانفرنس میں ہندو مسلم اختلافات کی گفت و شنید کا بغور مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا۔ کہ وزیر اعظم وزیر ہند اور پارٹیوں کے راہنماؤں کو بذریعہ بے تار برقی اطلاع دیدوں۔ کہ بہار کے ہندو صرف اسی تصفیہ کو منظور کریں گے۔ جو جمیعۃ الاقوام کے ضابطہ میں درج ہے۔ اور جیسا کہ مسٹر آسٹن چیمبرلین نے لیگ کی کونسل میں کہا تھا۔ اقلیتوں کا تحفظ ایسے طریق پر ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ رفتہ رفتہ اکثریت میں مدغم ہو جائیں۔ اور ایسی قوم نہ بنیں۔ جو مستقل طور پر علیحدہ رہے'' (انقلاب ۳۰۔ دسمبر) مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کو جہاں مسٹر سچیدا نند کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کے دل کی بات صفائی کے ساتھ کہہ دی۔ وہاں خوب اچھی طرح اس سوراجیہ کی حقیقت بھی سمجھ لینی چاہیئے۔ جس کے لئے ہندو کوشش کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادات الٰہی

(جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ۲۷ر دسمبر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب ذیل تقریر فرمائی)

تعریف عبادت

لفظ عبادت ان احساسات ۔ حرکات ۔ اقوال ۔ افعال ۔ اور اعمال کا نام ہے ۔ جو انسان کے اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو اسے اپنے خالق و مالک حقیقی کے ساتھ بلحاظ اسکا عبد ہونے کے ہے ۔ جس قدر محبت ایک انسان کو اپنے رب کے ساتھ ہوتی ہے ۔ اسکا اظہار اس کے چہرہ ۔ اس کے اعضاء ۔ اس کی گفتگو ۔ اس کے کام اور اس کے جذبات سے ہوتا رہتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی زندگی کا یہی مقصد قرار دیا ہے ۔ کہ وہ عبودیت کے حق کو ادا کرکے اللہ تعالےٰ کا خالص اور مخلص عبد بن جائے ماخلقت الجن والانس الالیعبدون ۔ میں نے جن اور انس کو کسی اور غرض کے واسطے پیدا نہیں کیا ۔ سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں ۔ میرے عبد بن جائیں ۔ ہر طرح سے میرے حکم کے ماننے والے ہوں ۔

عبادت ایک وسیع لفظ ہے ۔ اس کا مطلب صرف یہ نہیں ۔ کہ انسان دن رات میں کسی ایک وقت ۔ یا بعض مقررہ اوقات ۔ یا ایام میں خدا کی تعریف میں کچھ الفاظ کہے ۔ اور اس کے احسانات کا شکریہ کرے ۔ اور اس سے اپنی بعض ضروریات طلب کرے ۔ بلکہ حقیقی طور پر عبد وہ ہے ۔ جو ہر وقت عبودیت میں رہے ۔ اور اس کے تمام حرکات ۔ سکنات ۔ افعال اقوال ۔ خیالات ۔ جذبات ۔ احساسات اللہ تعالےٰ کے لئے اور صرف اللہ تم کے لئے ہوں ۔ اور اسی ذات پاک کی مرضی اور حکم کے ماتحت اور مطابق چل رہے ہوں ۔ اسی کیفیت کو ظاہر کرنے کے واسطے یہ وحی پاک حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی ۔ کہ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لوگوں کو کہہ دے ۔ کہ میری نماز اور میری قربانی ۔ اور میرا جینا ۔ اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے ۔ جو جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے ۔

ایک رویا

مدت ہوئی غالباً ۱۸۹۵ء ۱۸۹۶ء کے قریب کا واقعہ ہے ۔ کہ میں نے ایک کشفی حالت میں دیکھا ۔ کہ ایک وسیع میدان جنگل میں واقع ہے اس میں نماز باجماعت شروع ہو چکی ہے ۔ مگر ابھی لوگ دوڑے دوڑے جماعت میں شامل ہو رہے ہیں ۔ بہت سی صفیں بن چکی ہیں ۔ اور ہنوز بہت صفیں بنتی چلی جارہی ہیں ۔ عاجز بھی شامل جماعت ہوا ۔ اور اس وقت کی آخری صف میں شامل ہوا ۔ مگر جلدی ہی میرے پیچھے اور بھی بہت سی صفیں کھڑی ہوگئیں ۔ ایک عجیب بات اس نماز میں یہ تھی ۔ کہ ہر دفعہ جب امام اللہ اکبر کہتا ۔ بعض لوگ اپنی صف میں سے بڑھ کر اگلی صف میں شامل ہو جاتے ۔ اور بعض اگلی صف سے ہٹ کر پچھلی صف میں شامل ہو جاتے تھے ۔ اور ایک ہلچل سی پڑ جاتی ۔ میرے شامل جماعت ہونے کے بعد جب پہلی تکبیر ہوئی ۔ تو میں اگلی صف کو بڑھا ۔ اور اس طرح ہر تکبیر کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے آگے بڑھتا گیا ۔ اور پیچھے نہ ہٹا ۔ یہاں تک کہ میں امام کے پیچھے پانچویں صف کے قریب پہنچ گیا ۔ تب میں دیکھتا ہوں ۔ کہ ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور ایک لڑکے نے جس کا نام یوسف ہے ۔ کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھا ۔ پھر میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں ۔ کہ میں مصلی پر بیٹھا ہوں ۔ گو میں چل کر وہاں تک نہیں گیا ۔ اور مصلی پر حضرت رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود ہر دو بیٹھے ہیں اور میں بھی وہیں ان کے پاس بیٹھا ہوں ۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہوئے ۔ اور آپنے قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ۔ کہ اگر خدا تعالیٰ انسان کو قرآن نہ دیتا ۔ تو پھر اور کیا دیتا ۔ یہی سب سے بڑی نعمت ہے ۔ پس قرآن شریف کو نہایت خوش الحانی سے پڑھنا چاہیئے ۔ اس کے بعد رسول پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ۔ آپ کا لباس اور عمامہ عربوں کا سا تھا شکل نہایت وجیہہ اور نورانی سفیدی مائل گندمی رنگ آپنے نہایت ہی خوش الحانی سے یہ آیت پڑھی ۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین وہ ایسی خوش الحانی تھی کہ اب تک میرے کانوں میں اسکی لذت باقی ہے ۔

رویا کی تعبیر

اس رویا کی تعبیر ظاہر ہے ۔ وہ میدان اسی زمانہ کا عالم ہے ۔ نماز باجماعت یہی سلسلہ جماعت احمدیہ ہے ۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے قائم کیا گیا ہے ۔ اس کی امامت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر دو ایک ہی وقت میں کر رہے ہیں ۔ کیونکہ اس معاملہ میں دراصل ہر دو ایک ہی جان ایک ہی جو ہیں احمدیت اور اسلام کوئی جداگانہ کیفیتیں نہیں ہیں ۔ بلکہ ایک ہی کیفیت کے بلحاظ زمانہ اور حالات حاضرہ کے دو نام ہیں ۔ تکبیر کا وقت کسی شاندار نشان کے ظہور کا وقت ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہم دیکھتے چلے آئے ہیں اور ہر ایک نشان کے وقت بعض آدمیوں کے ایمان ترقی پکڑتے ۔ بعض اسی نشان سے کچھ ابتلا میں پڑ جاتے ۔ بعض جماعت سے الگ ہو جاتے اور بعض غیر احمدیوں کے واسطے وہی نشان جماعت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنتا ۔ یہی کیفیت رویا میں اس طرح دکھائی گئی ۔ کہ ہر تکبیر کے وقت کوئی اگلی صف میں بڑھ گیا ۔ کوئی پچھلی میں ہٹ گیا ۔ کوئی جماعت چھوڑ کر چلا گیا اور بہت سے نئے جماعت میں آکر شامل ہوئے ۔ چونکہ یہ بہت عرصہ کا رویا ہے ۔ اور اس وقت میں صرف حافظہ سے بیان کر رہا ہوں ۔ اس واسطے ممکن ہے ۔ کہ الفاظ میں کچھ کمی بیشی ہوگئی ہو ۔ مگر مفہوم وہی ہے

اس رویا کا ذکر میں نے اس آیت شریفہ کے سبب کیا ہے ۔ جو میں نے حضرت رسول پاک محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہایت خوش الحانی سے پڑھتے سنا ۔ اس آیت شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبودیت کا نقشہ کھینچا گیا ہے ۔ کہ آپ کا ہر کام ہر حرکت ۔ ہر نفس جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے تھا ۔ یہ عبودیت کا کمال ہے ۔ اور اسی مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بلحاظ بروز اور ظل حضرت خاتم النبیین پہنچے ۔ اور یہی الفاظ آپ کو بھی الہام ہوئے ۔ عبادت کے اس وسیع مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے ۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادت کا ذکر کرتا ہوں ۔

ظاہری عبادات

سب سے اول میں اس ظاہری عبادت کے ذکر کو لیتا ہوں ۔ جو وضو ۔ نماز ۔ روزہ پر مشتمل ہے ۔ اور جو آپ سب کے ساتھ لوگوں کے دیکھنے میں بجالاتے تھے ۔ اس میں یہ امر قابل ذکر ہے ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے میں نے کبھی نہیں دیکھا ۔ کہ آپ نماز باجماعت میں یا لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع وخضوع کو اس حد تک ظاہر کریں ۔ کہ آپ کے آنسو ٹپکنے لگیں ۔ یا آپ کی گریہ کی آواز سنائی دے ۔ ایک دفعہ سورج کو جب پورا گرہن لگا ۔ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی تو مسجد اقصیٰ قادیان میں نماز کسوف ادا کی گئی ۔ امام نماز مولوی محمد احسن صاحب مرحوم تھے ۔ انہوں نے سورہ فاتحہ اور قرأت بالجہر پڑھی ۔ اور بعض دعائیں بالجہر بھی کیں ۔ جس سے اکثر نمازیوں پر حالت وجد طاری ہوئی ۔ بہتیرے نماز میں رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے ۔ یا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکریہ میں ان کے دل رقیق ہو رہے تھے ۔ کہ ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کو پورا ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ۔ اور ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم اور رحم سے یہ توفیق عطا ہوئی ہے ۔ کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے والے ۔ اور خدا تعالےٰ کی فرستادہ کو قبول کرنے والے ہیں غرض اکثر لوگ گریہ و بکا میں مصروف تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے ساتھ اس نماز میں شامل تھے ۔ اور میں حضور کے پہلو بہ پہلو کھڑا تھا ۔ آپ کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی ۔ اور نہ جسم میں ایسی حرکات تھیں جو ایسی رقت کی حالت میں بعض دفعہ انسان پر طاری ہو جاتی ہیں ۔ ایسا ہی دوسری نمازوں میں یہ حال تھا ۔ جو نماز آپ لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اسکو آپ چنداں لمبا نہ کرتے تھے ۔ حضرت مولوی عبد اللہ صاحب سنوری مرحوم کی وفات سے چند روز قبل ایسا اتفاق ہوا ۔ کہ میں نے مسجد مبارک میں ایک نماز کی امامت کرائی ۔ نماز کے ختم ہونے پر فوراً مولوی عبد اللہ صاحب تبسم کرتے ہوئے آگے بڑھے ۔ اور فرمانے لگے ۔ آپ نے بعینہ ایسی مختصر نماز پڑھائی جیسا کہ ابتدائی زمانوں میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھایا کرتے تھے ۔ جب کہ ہنوز آپ کا کچھ دعویٰ نہ تھا ۔ اور آپ براہین احمدیہ لکھا کرتے تھے ۔ اور میں کبھی کئی ماہ متواتر حضور کی خدمت میں ٹھہرا کرتا تھا ۔ اور نماز کے اندر صرف تین یا چار آدمی ہوتے تھے ۔ تب بھی ہمیشہ نہیں بلکہ

گاہے گاہے حضور خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ دعویٰ کے بعد بہت کم ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حضور نے خود نماز پڑھائی ہو۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مولوی نورالدین صاحب۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب مولوی حکیم فضل الدین صاحب پیش امام نماز ہوا کرتے تھے۔ ایام مقدمہ کرم الدین میں جب کہ یہ بزرگ ساتھ نہ ہوتے تھے۔ کئی ماہ تک عاجز پیش امام نماز ہوتا رہا۔ لیکن جنازوں کی نماز ہمیشہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود پڑھایا کرتے تھے۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے مسجد جاتے تھے۔ جمعہ کے دن پہلی سنتیں بھی گھر میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب تک مسجد مبارک تیار نہیں ہوئی۔ آپ سب نمازوں کے واسطے بڑی مسجد (مسجد اقصیٰ) کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نماز میں آپ آمین بالجہر نہ کرتے تھے۔ لیکن کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ رفع یدین نہ کرتے تھے۔ لیکن کرنے والے کو روکتے نہ تھے بسم اللہ بالجہر نہ پڑھتے تھے۔ لیکن پڑھنے والے کو روکتے بھی نہ تھے۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے۔ لیکن نیچے باندھنے والے کو نہ روکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم جو سالہا سال تک آپ کے نماز میں پیش امام رہے۔ اور جن کو خدا کی پاک وحی میں لیڈر کا خطاب ملا تھا۔ ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور فجر اور مغرب اور عشاء میں بالجہر قنوت پڑھتے۔ اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔ جو اصحاب کرتے تھے۔ ان کو کوئی روکتا نہ تھا۔ جو نہ کرتے تھے۔ ان سے کوئی اصرار نہ کرتا تھا۔ کہ ایسا ضرور کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازیں جلدی نہ کرتے تھے۔ بلکہ سکون کے ساتھ آہستگی سے رکوع اور سجدے میں جاتے اور آہستگی کے ساتھ اٹھتے تھے۔

جمع نماز

ایک دفعہ ایک کتاب کی تصنیف میں جس کا بہت جلد شائع کرنا ضروری تھا۔ اور رات دن پریس اس کی خاطر چلتا تھا۔ آپ کو اس قدر مصروفیت ہوئی۔ کہ مجبوراً وقت کی کمی کے سبب آپ نے نمازیں جمع کرنی شروع کیں۔ اور ساری جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نمازیں جمع کیں۔ اور کئی ماہ تک متواتر کسی تصنیف کے وقت یہ سلسلہ جاری رہتا۔ اور اتنا لمبا چلتا۔ کہ ہم سمجھتے اب ہمیشہ کے واسطے نمازیں جمع ہونے کا مسئلہ ہو جائیگا۔ اس وقت ایک صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث بھی نکال کر دکھائی۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔

وفات سے دو تین سال قبل جب کہ حضور نماز مغرب عشاء کے واسطے باہر مسجد میں تشریف نہ لا سکتے۔ گھر کے اندر عورتوں اور اولاد کو جمع کر کے نماز پڑھاتے۔ اور مغرب وعشاء جمع کی جاتی جمع کے واسطے عموماً مغرب کا وقت تھوڑا سا گذار کر دو نمازیں پڑھی جاتی تھیں مگر ایسا بھی ہوتا۔ کہ مغرب اپنے وقت پر پڑھ کر عشاء ساتھ ملائی جاتی۔ یا عشاء کے وقت مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھی جاتی تھیں

جب نمازیں جمع ہوتیں تو پہلی۔ درمیانی۔ اور آخری کوئی سنتیں نہ پڑھتے تھے۔ صرف فرض پڑھے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ظہر کے وقت پہلی سنتیں پڑھنی شروع کر دیں۔ تو حضور نے دو دفعہ فرمایا۔ نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میں نے سلام پھیر دیا۔ اور سنتیں نہ پڑھیں

روزہ

آپ روزہ رکھنے میں بہت پابند تھے۔ اگر سحری کے وقت کھانا کھاتے ہوئے اذان ہو جائے۔ تو پھر آپ کھانا چھوڑ دیتے تھے لیکن کمزوروں کو اجازت دیتے تھے۔ کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ حاملہ عورتوں کو اجازت دیتے تھے۔ کہ روزہ اس وقت نہ رکھیں۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں سخت گرمیوں کے لمبے دن تھے۔ تو مجھے فرمایا۔ کہ مفتی صاحب آپ کا جسم کمزور ہے۔ آپ ان دنوں میں روزہ نہ رکھا کریں۔ اس کے عوض سردیوں میں رکھ لیں۔ دینی معاملات میں آپ سختی نہ کرتے تھے۔ الدین یسر کے مطابق آپ کے احکام ہوتے تھے۔ گو اپنے نفس پر آپ بڑی بڑی تکالیف ڈالتے تھے۔ مگر دوسروں کو ایسا حکم نہ دیتے تھے

نماز جنازہ

نماز جنازہ میں آپ دعا کو بہت لمبا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ ہمیں شخص متوفی پر رشک پیدا ہوتا۔ کہ کاش یہ میرا جنازہ ہوتا اور یہ سب دعائیں میرے حق میں ہوتیں۔ ایک دفعہ بعد نماز جنازہ ایک شخص نے اپنے واسطے دعا کے لئے عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے تو تم سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے۔ مطلب یہ تھا۔ کہ صرف میت کے واسطے دعا نہیں کی۔ بلکہ جس قدر اصحاب نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے۔ ان سب کے واسطے بھی دعا کر دی ہے۔

مخفی عبادت

ایک حصہ عبادت کا وہ ہے۔ جس میں انسان کی عبادت عام طور پر دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتی مخفی طور پر انسان اپنے خالق و مالک کے آستانہ پر ایسا گرتا ہے۔ کہ بس اسی کا ہو جاتا ہے۔ اس کا دل ہر وقت خدا کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ دست در کار و دل با یار کا وہ ایک کامل اور مجسم نمونہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی عبادت میں نماز تہجد بھی ہے۔ کہ پچھلی رات کو جب کہ سب لوگ آرام سے سوئے ہوتے ہیں۔ انسان محض رضاء الٰہی کے واسطے اٹھتا ہے۔ اور کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ اور وضو کرتا ہے اور عالم خاموشی میں اپنے رب کے حضور کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی تعریف کرتا ہے۔ اور اس سے دعا کرتا ہے۔ حافظ حامد علی صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود کے پرانے نوکر تھے۔ اور حضور کے پاس صرف چار روپے ماہوار اور کھانے پر ملازم تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا۔ کہ میں پہلی رات حضرت صاحب کے پاؤں دبانے کے واسطے آپ کی چارپائی پر بیٹھ جاتا تھا۔ مگر پاؤں دباتے دباتے خود بھی اسی چارپائی پر اونگھنے لگتا تھا۔ اور سو جاتا تھا۔ حضرت صاحب کبھی مجھے نہ جھڑکتے نہ خفا ہوتے۔ نہ اٹھاتے۔ بلکہ تمام رات میں وہاں سویا رہتا۔ اور معلوم نہیں خود حضرت صاحب کس حالت میں گذار دیتے تھے۔ مگر میں آرام سے سویا رہتا تھا۔ تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے۔ کہ مجھے کبھی خبر نہ ہوتی۔ لیکن گاہے گاہے۔ جب کہ آپ کی آواز خشوع و خضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی۔ مجھے خبر ہو جاتی۔ اور میں شرمندہ ہو کر اٹھتا۔ لیکن اگر میں بے خبری میں سویا رہتا۔ تو حضور مجھے نماز فجر کے واسطے اٹھاتے۔ اور مسجد میں ساتھ لے جاتے۔

تکرار دعا

حافظ حامد علی صاحب یہ بھی فرمایا کرتے۔ کہ حضور نماز میں اھدنا الصراط المستقیم کا بہت تکرار کرتے۔ اور سجدہ میں یاحیّ یاقیّوم کا بہت تکرار کرتے۔ بار بار یہی الفاظ بولتے۔ جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے۔ اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے۔ ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا۔ کہ اس گریہ و زاری میں آپ پگھل کر بہ جائیں گے

تہجد

نماز تہجد کے واسطے آپ بہت پابندی سے اُٹھا کرتے فرمایا کرتے تھے۔ کہ تہجد کے معنے ہیں۔ سو کر اٹھنا۔ جب ایک دفعہ آدمی سو جائے۔ اور پھر نماز کے واسطے اُٹھے۔ تو وہی اس کا وقت تہجد ہے۔ عموماً آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے۔ صبح کی نماز تک برابر جاگتے رہتے۔ آخری عمر میں آپ ایک دفعہ تہجد کے واسطے اٹھے۔ تو کمزوری کے سبب گر گئے۔ اور چوٹ لگ گئی۔ تب الہام ہوا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ اب تہجد معاف ہے۔

خلوت کی عبادت

نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت بھی عموماً آپ ایک وقت بالکل علیحدگی میں عبادت میں گزارتے تھے۔ آپ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ جو چھوٹا سا کمرہ بیت الدعاء کا ہے۔ اسے اندر سے بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔ مقدمہ کرم الدین کے زمانہ میں جب کہ کئی ماہ تک گورداسپور میں قیام رہا۔ اس وقت جو مکان کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ اس کے دروازہ سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ اس غرض کے واسطے الگ کر دیا تھا۔ جس میں حضور عموماً ۱۰ بجے سے ۱۲ بجے تک روزانہ بالکل علیحدگی میں مصروف بہ عبادت و دعا رہتے تھے ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہنوز کچھ شہرت آپ کی نہ تھی۔ اور آدمیوں کی کچھ آمد و رفت نہ تھی۔ اس وقت آپ عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے۔ اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے

نفلی روزے

رمضان شریف کے روزوں کے سوا آپ اور بھی روزے

رکھتے تھے۔ اور ایسے روزوں کو عموماً دوسروں سے مخفی رکھتے تھے رات دن مسجد میں گذارتے تھے۔ اور گھر والوں کو بھی خبر نہ ہوتی تھی۔ کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ جب دوپہر کا کھانا آتا۔ تو آپ آدھا ایک فقیر کو دے دیتے۔ جو یہ خیال کرتا۔ کہ نصف مجھے دیا ہے۔ نصف خود کھائیں گے۔ اور ایک دوسرے فقیر کو مقرر کیا ہوا تھا۔ کہ وہ ایک گھنٹہ کے بعد آئے۔ اور وہ یہ خیال کرتا تھا۔ کہ حضور نے آدھا کھانا کھا لیا ہے۔ اور باقی کا آدھا میرے لئے رکھا ہے۔ اس طرح سب سے مخفی رکھتے تھے۔ اور سحری کے وقت کچھ نہ کھاتے تھے۔ اور افطاری کے وقت بھی بہت تھوڑا کھانا کھاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ بعض دفعہ روزے میں جب کہ ہم کو بھوک کے سبب ضعف ہو جاتا تو غنودگی کی سی حالت طاری ہوتی۔ اور ایک فرشتہ کچھ کھلا دیتا جس سے نہ صرف بدن میں طاقت پیدا ہو جاتی۔ بلکہ بیداری کے وقت اس کھانے کی لذت اور ذائقہ دیر تک زبان پر قائم رہتا۔

توجہ الی اللہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔ اس وقت بھی آپ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی تھی۔ اکثر زبان پر الفاظ سبحان اللہ سبحان اللہ جاری رہتے تھے۔ لوگوں سے باتیں کرتے تھے۔ مگر وہ صرف حسن اخلاق کے واسطے تھا۔ ان باتوں میں آپ کی گہری توجہ نہ ہوتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا۔ کہ ایک شخص بھیرہ کو جا رہا ہے۔ اس سے دریافت کرتے تھے۔ بھیرہ کہاں ہے۔ کتنی دور ہے۔ رستہ میں کہاں کہاں گاڑی تبدیل ہوگی۔ یہ سب باتیں دریافت کرتے تھے۔ لیکن اس سے دوسرے یا تیسرے روز اگر کوئی شخص پھر بھیرہ جانے والا ہوتا۔ تو پہلے شخص کے ساتھ جو گفتگو ہو چکی تھی۔ وہ آپ کو کچھ یاد نہ ہوتی۔ اور اس شخص سے پھر وہی باتیں دریافت کرتے۔ جو کہ پہلے سے دریافت کر چکے تھے۔

تبتل الی اللہ کا پورا نمونہ آپ کی زندگی میں قائم تھا۔ دنیا اور اس کے تمام علائق سے قطع تعلق کر کے آپ بالکل اللہ کے ساتھ مل چکے تھے۔ اگرچہ دنیوی امور کے لحاظ سے تمام اسباب کو مہیا کرتے تھے مگر پھر بھی آپ کا بھروسہ کسی سبب پر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ پر آپ کا بھروسہ تھا۔ اور اسی کی طرف جھکے رہتے تھے۔

لولاک

دراصل ایسے ہی لوگ دنیا میں ہوئے ہیں۔ جو انسانیت کی لاج رکھنے والے ہوتے ہیں۔ کہ انسانوں میں سے ہو کر وہ ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچتے ہیں۔ جو فرشتوں کی پہنچ سے بھی بالا ہوتا ہے۔ یہی لوگ انسانیت کا فخر ہیں۔ کلکتہ میں ہمارے خاتم النبیین کے جلسہ میں ایک ہندو پروفیسر نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں ایک فقرہ بولا جو مجھے بہت ہی پیارا لگتا ہے۔ اس نے کہا:۔

One Mohammad justifies whole humanity.

ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود نے سارے انسانوں کی عزت رکھ لی۔ کہ جس جنس میں ایسے اعلیٰ پایہ کا شخص ہے۔ اس جنس کا دنیا میں ہونا ضروری ہے۔ میرے خیال میں اسی مفہوم کو لولاک لما خلقت الافلاک کی حدیث ظاہر کرتی ہے۔ اور یہی کلام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود پر بھی نازل ہوا۔ اور آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل میں لولاک کا خطاب پایا۔ اگر ایسا وجود دنیا میں نہ ہوتا۔ تو دنیا ہلاک ہو جاتی۔ اسی کے وجود کے سہارے سے دراصل دنیا قائم ہے۔

آخری نماز

آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔ آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ جب تک آپ بول سکتے تھے۔ سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا۔ کہ اے میرے پیارے اللہ اے میرے پیارے اللہ۔ آخری نصف شب اس حالت میں گذری۔ یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہو گیا۔ جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی۔ تو فرمایا۔ نماز۔ اسوقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہمارے موجودہ خلیفۃ المسیح نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے۔ یہ سمجھا کہ فرماتے ہیں۔ کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔ آپ نے دوبارہ فرمایا۔ نماز۔ اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا۔ یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا۔ پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔ خلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا۔ اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا۔

(صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم)

جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کے نئے عہدیدار

جماعت احمدیہ کیرنگ کا ایک عام جلسہ جس میں اڑھائی سو کے قریب احمدی جمع ہوئے اور جب ذیل عہدیداروں کا انتخاب ہوا:۔

پریزیڈنٹ و سیکرٹری تعلیم و تربیت جناب مولوی شیخ طاہر الدین صاحب بی اے۔ ایل ٹی
جنرل سیکرٹری - خاکسار چوہدری مکین خان۔
سیکرٹری تبلیغ - منشی عبد الحمید خان صاحب
سیکرٹری مال - منشی عبد العزیز خان صاحب۔
سیکرٹری وصایا - منشی شیخ شیر علی صاحب
امین - منشی عنایت اللہ خان صاحب
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ - منشی حسن خان صاحب
ممبران پنچایت (۱) مہاجن بلند خان صاحب (۲) حکیم شیخ جعفر صاحب (۳) منشی مجیب العلی خان صاحب (۴) منشی عبد الرحیم خانصاحب (۵) منشی رمضان خانصاحب

خاکسار چوہدری مکین خان جنرل سیکرٹری

پنجاب میں محکمہ صحت عامہ کا نظم و نسق

"اگرچہ ۱۹۲۹ء سال ماسبق کی مانند صحت عامہ کے اعتبار سے نمایاں طور پر اطمینان بخش نہیں تھا۔ لیکن موسمی تغیرات کے باوجود جن کے زیر اثر ایک علاقہ میں ملیریا کی وبا نمودار ہوئی۔ اور ایک علاقہ کی اقتصادی حالت خراب رہی۔ سال مذکور میں اہل پنجاب کی صحت و تندرستی متقابلۃً اچھی رہی"۔ مندرجہ بالا الفاظ میں صاحب ڈائرکٹر صحت عامہ پنجاب نے صوبہ مذکور کی صحت عامہ (دوران ۱۹۲۹ء) پر تبصرہ کیا ہے

آبادی میں اضافہ

سال زیر تبصرہ میں آبادی میں ۲۱۹۵۵۳ نفوس کا اضافہ ہوا اس کے مقابلہ میں گذشتہ سال یہ اضافہ ۲۴۴۶۹۶ تھا۔ اس حساب سے گذشتہ مردم شماری سے لیکر ایزادی کی سالانہ اوسط ۳۸۸۴۷ تھی یہ ایزادی صوبہ کے تمام اضلاع میں رونما ہوئی سب سے کثیر اضافہ لائل پور میں اور سب سے کم اضلاع شاہ پور و ڈیرہ غازی خان میں ہوا۔ ۱۹۲۹ء میں گذشتہ سال کے مقابلہ میں ۱۲۰۷۴۱ کم اضافہ ہونے کی زیادہ تر یہ وجہ ہے۔ کہ صوبہ کے مغربی حصہ میں موسم خزاں میں ملیریا کی وبا وسیع پیمانہ پر نمودار ہوئی۔ یہاں آبادی کی صنفی تقسیم کی خصوصیت اس لحاظ سے تشویش ناک ہے۔ کہ مردوں کی تعداد عورتوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ اس خصوصیت کے متعلق رپورٹ مذکور میں حسب ذیل دلچسپ مشاہدات درج ہیں:۔

"صنف مذکور کی آبادی میں بتدریج اضافہ ایک تشویش ناک خصوصیت ہے۔ اور سال زیر تبصرہ میں اس خصوصیت کے اور زیادہ نمایاں ہونے کی غالباً اس کے سوا کوئی اور خاص وجہ نہیں۔ کہ اقتصادی کساد بازاری اور وباؤں کے زمانہ میں عورتوں میں کثیر اتلاف جان ہوا۔ از سر نو اس ضرورت کا احساس ہوا ہے۔ کہ عورتوں کی خطرناک شرح اموات کے انسداد کی بہترین صورت یہ ہے۔ کہ ایسے طریق استعمال کئے جائیں جن سے عورتوں کا رتبہ بلند ہو۔ اور ان کی صحت اور بہبود کی حفاظت ہو سکے۔

صحت عامہ کی حالت

سال زیر تبصرہ میں صوبہ کی عام صحت کے متعلق رپورٹ مذکور مظہر ہے۔ کہ:۔

"آبادی میں قدرتی طور پر کثیر اضافہ ہوا۔ شرح پیدائش غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔ اور شرح اموات اگرچہ سال ماسبق کے مقابلہ میں زیادہ تھی تاہم گذشتہ پانسال کی اوسط کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ اموات کی قریباً تمام مدات میں شرح اموات نہ صرف گذشتہ پانسالہ اوسط کے اعداد سے کم تھی۔ بلکہ ان اموات سے قطع نظر جو بخار کی وجہ سے واقع ہوئیں۔ شرح مذکور گذشتہ سال کے اعداد سے بھی کم تھی

۱۹۲۹ء میں صوبہ میں جو بیماریاں نمودار ہوئیں۔ ان میں ملیریا کو بہت زیادہ دخل تھا۔ گو یہ بیماری وسیع پیمانہ پر نہ پھیلتی۔ تو سال زیر تبصرہ گذشتہ سال کے مقابلہ میں بھی صحت کے لحاظ سے زیادہ اطمینان بخش ثابت ہوتا۔ لیکن جہاں صحت عامہ کی حالت بحیثیت مجموعی تسلی بخش تھی۔ وہاں ۱۹۲۹ء کے دوران میں پنجاب کی شرح اموات بجز بمبئی اور صوبجات متحدہ کے علاوہ ہندوستان کے باقی صوبوں کی شرح اموات سے زیادہ تھی۔ برخلاف اس کے پنجاب میں شرح پیدائش تمام صوبوں کی شرح پیدائش سے زیادہ اور بیشتر صورتوں میں بہت زیادہ تھی۔ نیز پنجاب میں شرح پیدائش ہندوستان بھر کے مقابلہ میں شرح اموات سے زیادہ تھی۔ اور دُنیا کے باقی حصوں کی شرح پیدائش بہت ہی کم صورتوں میں اس کے برابر تھی۔

وبائی امراض

۱۹۲۹ء کے دوران میں ہیضہ کی ۴۵۱۰ وارداتیں ہوئیں۔ اور صرف اس بیماری کی وجہ سے ۲۳۰۵ اموات ہوئیں۔ اس وبا کی امتیازی خصوصیات یہ تھیں۔ کہ اول تو وسیع پیمانہ پر پھیلی۔ اور دوسرے قصباتی رقبوں میں طویل عرصہ تک زور شدت کے ساتھ جاری رہی۔ انسدادی تدابیر حسب معمول طریق پر اختیار کی گئیں۔ یعنی پانی کی بہم رسانی کے ذرایع کو صاف کرنے۔ اشیاء خوردنی کی نگرانی اور ٹیکہ لگانے کے علاوہ اس امر کی کوشش کی گئی۔ کہ وبا زدہ مواضعات سے اردگرد طبی معائنہ کی چوکیاں قائم کی جائیں۔ تمام باشندوں کو ٹیکہ لگایا جائے۔ اور بیماروں کو جھونپڑیوں یا مستعار عمارات میں علیحدہ رکھکر ان کا علاج کیا جائے۔ یہ امر موجب اطمینان ہے۔ کہ وبائے ہیضہ کے دوران میں لوگوں نے کثیر تعداد میں اپنی مرضی سے ٹیکے لگوائے۔ سال مذکور میں مجموعی طور پر ۹۰۴۷۹۵ لوگوں نے ٹیکہ لگوایا۔ یہ تدابیر دیہاتی رقبوں میں تو کارگر ثابت ہوئیں۔ لیکن شہروں میں ان پر مکمل طور پر عمل درآمد نہ ہوسکا۔ جہاں بیماری بہت زیادہ عرصہ تک جاری رہی۔ شہروں میں وبائے ہیضہ کے زیادہ مدت تک رُونما رہنے کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ وہاں حفظان صحت کے انتظامات ناقص ہیں۔ اور اس بارہ میں رپورٹ مذکور کا تبصرہ سبق آموز ہے۔ "لازمی طور پر یہ ضرورت واضح ہوجاتی ہے۔ کہ قصباتی رقبوں میں صفائی اور حفظان صحت کے انتظامات از سر نو مکمل طور پر مرتب کئے جائیں۔ اور وبائی امراض کا ایک ہسپتال یا کم از کم ہر ایک میونسپل ہسپتال میں وبائی امراض کے متعلق ایک وارڈ قائم کیا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر بیماری کا علاج یا وبا کا انسداد ممکن نہیں"۔ ۱۹۲۹ء میں چیچک کی وجہ سے ۷۷۶۳ اموات ہوئیں۔ اس کے مقابلہ میں گذشتہ سال ان کی تعداد ۸۷۶۴ تھی۔ طاعون سے جو اموات ہوئیں۔ ان کی مجموعی تعداد صرف ۲۰۵۳ تھی۔ یہ تعداد ۱۹۰۱ء سے لیکر جبکہ یہ وبا صوبہ میں پہلی مرتبہ نمودار ہوئی سنین ماسبق کی تعداد سے کم ہے۔

متفرق امراض

سال مذکور میں مختلف امراض سے جو اموات واقع ہوئیں۔ اگر ان کے کوائف کا موازنہ کیا جائے۔ تو پتہ لگے گا۔ کہ وبائی امراض سے کہیں زیادہ اہم وُہ بیماریاں ہیں جنہیں بخار اور امراض تنفس کی مد میں رکھا جاتا ہے۔ بخار کی مد میں جو اموات درج رجسٹر کی گئیں۔ ان کی تعداد ۴۲۹۰۲۴ تھی۔ یہ باور کرنے کی کافی وجہ ہے۔ کہ سال مذکور میں ان اموات میں اضافہ کا سبب جو بخار سے واقع ہوئیں۔ ملیریا کی وبا تھی۔ جس کے انسداد کے متعلق نہایت وسیع پیمانہ پر تدابیر اختیار کی گئیں۔ ہسپتالوں اور شفاخانوں میں (۲۰) بیس لاکھ سے زیادہ اشخاص کا علاج کیا گیا۔ اور محکمہ صحت عامہ کی طرف سے ۷۸۷۲۶۶ اشخاص میں کونین تقسیم کی گئی۔ امراض تنفس سے ۵۱۸۷۷ اموات واقع ہوئیں۔ ان امراض کا انسداد بھی نہایت ضروری ہے۔ صاحب ڈائرکٹر صحت عامہ کی رائے میں اس بیماری کے انسداد کے لئے ان مضر صحت حالات کو بدل دینا چاہئے۔ جو اس کے ماخذ و منبع ہیں۔ قصباتی رقبوں میں صفائی کے ناقص انتظامات کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ ان سے نہ صرف بیماری پھیلنے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے بلکہ بیماری کے مقابلہ کی طاقت بھی کم ہوجاتی ہے۔ رپورٹ مذکور میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ خانگی اور میونسپل حفظان صحت کے معیار بلند کرنے کے اہم سوال کے علاوہ دق کے ہسپتال اور اس سلسلہ میں کوہستانی صحت گاہوں کی اشد ضرورت ہے تاکہ بیماری کا شروع ہی میں پتہ لگ جائے۔ اور اس کا فوری علاج کیا جاسکے۔ رپورٹ مذکور میں دلچسپ طریق میں تعمیرات صحت عامہ کا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان تعمیرات سے یہ مقصود ہے۔ کہ قصباتی اور دیہاتی رقبوں میں حالات زیادہ صحت بخش ہوجائیں۔

سال زیر تبصرہ میں نہایت اہم قوانین منظور کئے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صوبہ کی قانون ساز مجلس صحت عامہ کے مسائل میں بہت دلچسپی رکھتی ہے۔ ان قوانین میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:۔ خالص خوراک کا مسودہ قانون پنجاب۔ ترمیمی ایکٹ متعلقہ ٹیکہ۔ پنجاب میونسپل ایکٹ و دستور العمل متعلقہ قحط کی نظر ثانی۔ اگرچہ یہ قوانین اہم اور ضروری ہیں۔ تاہم ان کے علاوہ ابھی بہت کچھ کام باقی ہے۔

رپورٹ کے اخیر میں صحت عامہ کے انتظامات کے متعلق اظہار اطمینان کیا گیا ہے۔ اور مزید ترقی کی ضرورت واضح کرتے ہوئے لکھا ہے "شاید اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ احکام کی خلاف ورزی کرنے والی مقامی جماعتوں کی نگرانی کے متعلق اختیارات کا کافی انتظام کیا جائے۔ کیونکہ ان اختیارات کی عدم موجودگی میں لازمی طور پر ایسی تمام کوششیں بیکار ہوجاتی ہیں۔ جو ان مقامی جماعتوں کی امداد کے لئے اختیار کی جائیں۔ مثال کے طور پر ایک بڑے قصبہ کے ذرائع آب رسانی (جن کے نصف خرچ کے متعلق شروع میں صوبجاتی محاصل سے انتظام کیا گیا تھا) صرف اس وجہ سے بتدریج تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ کہ بعض بار سوخ افراد جن کے اپنے مکانوں میں نلکے لگے ہوئے ہیں۔ پانی ضایع کر رہے ہیں۔ میونسپل کمیٹی پر اس بات کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ کہ میٹر لگانے سے اس خطرے کا انسداد ہوجائیگا اور کہ اس نے امدادی عطیہ حاصل کرنے کے لئے یہ شرط منظور کری ہے۔ کہ وُہ تمام نلکوں پر میٹر لگائیگی۔ اس صورت حالات کو بالتفصیل واضح کرنے کے لئے کمیٹی مذکور کے خاص اجلاس میں ممبروں کی حاضری بھی اسی طرح بیکار ثابت ہوئی۔ اور بحث کرنے پر میونسپل کمیٹی کے جو نمائندے دیہاتی مجلس حفظان صحت کے سامنے پیش ہُوئے۔ اس سے بھی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہُوئے۔ نہ انہوں نے صورت حالات کی نزاکت کو تسلیم کیا۔ اور نہ یہ بھی مانا۔ کہ تجویز کردہ علاج کارگر ثابت ہوگا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مکانوں کے نلکوں پر میٹر لگانا مقبول عام نہیں ہوگا۔

"اسی قسم کے وجوہ کی بنا پر طبی سائنس کے متعلق بہترین تجاویز عموماً بیکار ثابت ہوتی ہیں۔ اور حقیقت میں جیسا کہ ہندوستان کی آئینی کمیشن نے واضح طور پر بیان کیا ہے۔ لوکل سلف گورنمنٹ کے دائرہ میں بہت حد تک ترقی کا انحصار اس امر پر ہے۔ کہ ایسی قانونی اور انتظامی تدابیر اختیار کی جائیں جن سے مقامی جماعتوں کی اہم بدانتظامیوں کی صورت میں اعلےٰ حکام کو مؤثر مداخلت کا موقع حاصل ہو۔" (محکمہ اطلاعات پنجاب)

انقلاب عظیم

ہمارے پاس مندرجہ بالا نام کا ایک ۸ صفحہ کا ٹریکٹ پہونچا ہے۔ جس کے متعلق ٹریکٹ لکھنے والے نے یہ اطلاع دی ہے۔ کہ

"یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے۔ جو آریہ سماج کے اندر رہ کر اس کے اندرونی حالات کو دیکھکر آریہ سماج سے متنفر ہو چکے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔"

ٹریکٹ میں سنجیدگی کے ساتھ ان کارگذاریوں کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔ جو آریہ سماجی پیش کر کے ہندوؤں پر اپنے احسان جتانے کے عادی ہیں۔ اس ٹریکٹ پر پہلا نمبر دیا گیا ہے ہم اس کے مزید نمبر دیکھکر مفصل رائے کا اظہار کرینگے۔

مولوی محمد علی صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلاف

پیغام صلح مجریہ ۳ دسمبر میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک خطبہ جمعہ شایع ہُوا ہے۔ اس میں مولوی صاحب نے نبوت کے متعلق اپنے تبدیل شدہ عقیدہ کے ماتحت صراط مُستقیم کے معنے بیان کئے ہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر فرمائی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی فرمُودہ تفسیر کے سراسر خلاف ہے یوں تو مولوی صاحب کو حق پہونچتا ہے۔ کہ قرآن شریف کی کسی آیت کی جو چاہیں تفسیر کریں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو مان کر حضور کی تفسیر کے خلاف تفسیر کرنا اُن کی احمدیت کی حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے۔

اگرچہ پیغامی اصحاب نے مختلف فیہ مسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تحریرات کے پیش کئے جانے پر جواب سے عاجز آکر یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ کہہ دیتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا اجتہاد تھا۔ والمجتھد قد یخطی و یصیب۔ مگر میں مولوی صاحب کے متعلق یہ خیال نہیں کرتا۔ بلکہ حسن ظنی کرتے ہُوئے یہی سمجھونگا۔ کہ وُہ اس پر تدبر کی نظر ڈالینگے۔ اور غور فرمائینگے۔ کہ ان کی تفسیر کیا کہتی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے نبوت کی حقیقت بیان فرماتے ہُوئے آیت مذکورہ کو بطور دلیل پیش فرمایا ہے۔ اور مخالفین کو نادان اور جاہل قرار دیکر اُن کے معنوں کی تغلیط کی ہے۔ مخالفین کیا معنے کرتے ہیں؟ وُہی جو مولوی محمد علی صاحب نے اپنے خطبہ میں بیان فرمائے ہیں۔ ذیل میں مولوی صاحب کے معنے نقل کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر پیش کی جاتی ہے

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اھدنا الصراط المستقیم میں دُعا تو یہ ہے کہ اے اللہ ہمیں رستہ پر چلا۔ کہ جو تیرے منعم علیہ گروہ کا رستہ ہے۔ یعنی جو بڑے بڑے کام انہوں نے کئے۔ قربانیاں کیں۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں مال دیئے۔ سر دیئے۔ اے اللہ تو ہم کو توفیق دے۔ کہ ہم بھی یہی کام کریں۔ جو جو کچھ انہوں نے کیا۔ ہم کو بھی اُن کے کرنے کی توفیق دے۔ فی الحقیقت نمونے ہی ہمت کو بلند کرتے ہیں۔ اور اس دُعا میں یہی سکھایا گیا ہے۔ کہ جو کچھ انہوں نے کیا۔ ہم بھی وُہی کریں۔ مگر آپ کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس آیت کے ایک عجیب معنے کئے گئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اس میں ہم یہ مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں نبی بنا دے۔" (پیغام صلح)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

"اگر نبی کے صرف یہ معنے کئے جائیں۔ کہ اللہ جلشانہٗ اس سے مکالمہ و مخاطبہ رکھتا ہے۔ اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے۔ تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے۔ تو اس میں حرج کیا ہے۔ خصوصاً جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے۔ کہ ایک امتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں۔ بلکہ اسی نعمت کے حاصل کرنے کے لئے سُورہ فاتحہ میں جو پنج وقت فریضہ نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ یہی دُعا سکھلائی گئی ہے۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ تو کسی امتی کو اس نعمت کے حاصل ہونے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ کیا سُورہ فاتحہ میں وُہ نعمت جو خدا تعالےٰ سے مانگی گئی ہے۔ جو نبیوں کو دی گئی تھی۔ وہ درہم و دینار ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ انبیاء علیہم السّلام کو مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت ملی تھی جس کے ذریعہ سے اُن کی معرفت حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچ گئی تھی۔ اور گفتار کی تجلی دیدار کے قائم مقام ہو گئی تھی۔ پس یہ جو دُعا کی جاتی ہے۔ کہ اے خداوند وُہ راہ ہمیں دکھا جس سے ہم بھی اس نعمت کے وارث ہو جائیں۔ بجز اس کے اور کیا معنے ہیں۔ کہ ہمیں بھی شرف مکالمہ اور مخاطبہ بخش۔

بعض جاہل اس جگہ کہتے ہیں۔ کہ اس دُعا کے صرف یہ معنے ہیں۔ کہ ہمارے ایمان قوی کر اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما۔ اور وہ کام ہم سے کرا جس سے تو راضی ہو جائے۔ مگر یہ نادان نہیں جانتے۔ کہ ایمان کا قوی ہونا یا اعمال صالحہ کا بجالانا اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق قدم اُٹھانا۔ یہ تمام باتیں معرفت کاملہ کا نتیجہ ہیں۔ جس دل کو خدا تعالےٰ کی معرفت میں سے کچھ حصہ نہیں ملا۔ وُہ دل ایمان قوی اور اعمال صالحہ سے بھی بے نصیب ہے۔ معرفت سے ہی خدا تعالےٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اور معرفت سے ہی خدا تعالےٰ کی محبت دل میں جوش مارتی ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۹ تا ۱۴۱)

ان دونوں تحریروں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے معنوں میں کس قدر فرق ہے۔ اور یہی وُہ فرق ہے جسے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپ کے متبعین دُنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور جسے پیغامی بوجہ کمیٔ علم و معرفت پیش کرنا مضر بلکہ سم قاتل سمجھتے ہیں۔ نعم ما قال المسیح الموعود ع ؎

معامی دنیع فوق فکر تفکّر
و قولی عمیق لا یلیہ المعمّرٗ
اذا قل علم المرء قل اعتقادہ
وما یمدہ من حسناً ضیرٌ معذرٌ

(خاکسار قمر الدین مولوی فاضل قادیان)

سماٹرا میں احمدیت

مجھے اس جزیرہ میں آئے ہوئے ایک ماہ سے کچھ کم عرصہ ہوا ہے۔ پاڈنگ سے جہاں میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ کئی سو میل کے فاصلہ پر ایک مقام بلاون بندرگاہ ہے۔ میں وہاں اترا۔ اور وہاں سے بذریعہ موٹر مختلف مقامات سے ہوتا ہوا پاڈنگ آیا۔ تمام احمدی بھائیوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ جزیرہ کے جس حصہ سے میں گذر کر آرہا ہُوں۔ اس کے مختلف مقامات پر الحمد للہ جماعتہائے احمدیہ قائم ہو چکی ہیں۔ مجھکو خصوصیت کے ساتھ پاڈنگ کی جماعت کو دیکھکر از حد خوشی ہوئی۔ دینی خدمات میں جو انہماک یہاں ہے۔ خدا کرے۔ دُنیا میں جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں۔ وہاں ایسا ہی جوش ایثار اور دینی خدمت کا ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ یہاں ہر شخص یہی دریافت کرتا تھا۔ کہ مولوی رحمت علی صاحب کب آئینگے۔ گو ان کی زبان سے میں ناآشنا تھا۔ لیکن احمد نور الدین رسماٹری) جو ایک جوشیلا نوجوان ہے اور جس نے قادیان میں تعلیم حاصل کی ہے۔ وُہ زبان اردو سے واقف ہے۔ وُہ میرا ترجمان ہوا۔

جناب مولوی رحمت علی صاحب کا ایک تار سابانگ سے آیا کہ آپ فلاں جہاز سے آرہے ہیں۔ اس پر یہاں کے پریزیڈنٹ ابوبکر صاحب نے دیگر جماعتوں کو بذریعہ خطوط اطلاع دی۔ اور نہایت سرگرمی سے مبلغین کے استقبال کے لئے تیاری شروع کردی۔ متعدد موٹروں اور بسوں میں بہت سے احمدی ساحل پر پہونچے۔ تمام جماعت ایک قطار میں کھڑی ہوگئی۔ اور اھلاً و سھلاً و مرحبا کے نعروں کے ساتھ مبلغین سلسلہ کا پُرجوش خیر مقدم کیا۔ اس وقت ان کے چہروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے سوکھے گھاس کو پانی پہونچنے سے تازگی آجاتی ہے۔ شہر میں جلوس نکالا گیا۔ کسی کسی جگہ مخالفوں نے آوازے کسے لیکن ایک عام قبولیت نمایاں تھی۔ گذشتہ دو دن جو انہماک غیر احمدیوں نے مولوی رحمت علی صاحب کی تقریریں سننے میں دکھایا۔ اسے مدنظر رکھتے ہُوئے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ اس جزیرہ میں خوب کامیابی حاصل ہوگی۔

احباب اگر آپ اس ملک کا حال سنیں۔ تو حیرت ہو۔ کہ اس جگہ کیونکر احمدی جماعت پیدا ہو گئی ہے۔ یورپین طرز کی زندگی اور معاشرت ان لوگوں پر حاوی ہو چکی ہے۔ لیکن الحمد للہ خدا نے اپنے فرشتوں اور ملائکہ کے ذریعہ اس ملک میں رُوحانی بارش برسائی۔ اور نہایت خوش کن نتائج نکلے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خادم

(نور الحسن تاجر مالی جماعت احمدیہ ...)

عراق ریلوے

نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین۔ اور سمارا کے مقدس مقامات کی زیارت کا محفوظ ترین اور سب سے زیادہ آرام دہ راستہ عراق ریلوے کا ہے۔ اسی طرح حج کے سفر کا آسان راستہ بھی یہی ہے۔ کہ پہلے عراق جایا جائے۔ اور وہاں سے سیدھا براستہ دمشق اور یروشلم۔ مکہ اور مدینہ۔ اور اس طرح دو علیحدہ علیحدہ زیارتوں کے اخراجات بچ سکتے ہیں۔

زائرین کے لئے خاص تخفیف شدہ کرائے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپس بصرہ
سیکنڈ کلاس ۲۷ روپے ۸ آنے۔ تھرڈ کلاس ۱۳۰ روپے

بصرہ سے کربلا اور وہاں سے کاظمین (بغداد) سمارا اور واپس بصرہ
سیکنڈ کلاس ۲۷ روپے۔ تھرڈ کلاس ۱۳۲ روپے

ٹکٹ ۱۵۰ یوم تک قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور پچاس کلو وزن فری لے جایا جا سکتا ہے۔

۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کا کرایہ نصف ہوتا ہے یکطرفہ سفر کے ٹکٹ بھی بصرہ سے کربلا اور بغداد یا عراق کے کسی اور مقام کے مل سکتے ہیں۔

بصرہ سے سپیشل تھرو گاڑیاں۔ کربلا اور کاظمین کے لئے بصرہ سے گاڑیاں لگائی جاتی ہیں۔ کربلا کے سفر میں ۱۹ گھنٹے اور بغداد (کاظمین) کے سفر میں ۲۰ گھنٹے خرچ ہوتے ہیں۔ گاڑیاں ان تمام سٹیشنوں کے درمیان روزانہ چلتی ہیں۔ ٹکٹ اور تفصیلی معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جا سکتی ہیں:۔

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دیوجی جمال کا مسافر خانہ جیل روڈ۔ عمر کھاڑی۔ بمبئی۔

(۲) مسٹر اے۔ آئی۔ بلوٹیا۔ کولی داوا۔ پوسٹ نمبر ۳ بمبئی۔

(۳) مسٹر داؤد حاجی ناصر آنریری سیکرٹری۔ فیض پنجتانی ہبالا گلی۔ بمبئی۔

(۴) مسٹر حبیب حاجی رحمت اللہ۔ کارادور۔ کراچی۔

(۵) مسٹر عبدالعلی K. H. علیجی۔ معرفت میسرز یوسف علی علی بھائی کریم جی۔ اینڈ کو نیپیر روڈ۔ کراچی۔

(۶) دی آنریری سیکرٹری فیض پنجتنی۔ معرفت حاجی جیٹھا بھائی گوکل۔ کوڈی گارڈن۔ کراچی۔

یا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق امرچند بلڈنگ

ہیلرڈ سٹیٹ بمبئی

بے بہا ۔ عورت کی خوبصورتی کا زیور نئی ایجاد

لمبے بال

ZORA BEAUTY

آج مشرق و مغرب کی جو خواتین خوبصورتی کو اپنا زیور سمجھتی ہیں اس نئی ایجاد کے لئے بیقرار ہیں جس کے استعمال سے ان کی خوبصورتی کے زیور بالوں کو نہایت دلفریب طور پر دو دو فٹ دراز کر کے انکی دلی خواہش کو پورا کرتا ہے۔ بیشک استعمال کرنے سے پیشتر بالوں کی لمبائی ناپ کر فرق معلوم کر لیں۔ غلط ثابت ہونے پر واپسی قیمت کی شرط۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔ محصولڈاک ۱۰؍ علاوہ۔

ملنے کا پتہ:۔ سنت اینڈ کو سوتر منڈی لاہور

نایاب تحفہ

جیلانی منجن مجرب عالیجناب خانصاحب حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب شمس الاطباء۔ ناظرین ہم نے یہ منجن پبلک کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اور اس نامراد بیماری پائیوریا جو کہ انسان کو بہت سی متعدی بیماریوں کا شکار بنا دیتی ہے۔ اس کو دور کرنے کیلئے ہم نے بڑی جانفشانی اور محنت سے جیلانی منجن تیار کیا ہے۔ دانتوں میں خواہ کتنا ہی درد کیوں نہ ہو۔ اس کے ایک دفعہ ملنے سے درد کو تسکین ہو جاتی ہے۔ اور ہمیشہ درد دور ہو جاتا ہے۔ اور خصوصاً دانتوں سے خون آنا۔ اور مسوڑوں سے پیپ آنا۔ اور ناسور ہو جانا۔ اور منہ سے بدبو آنیکا حکمی اور شرطیہ علاج ہے۔ اگر آپ اس مہلک مرض پائیوریا سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ تو جیلانی منجن استعمال کریں۔ جو شخص یہ ثابت کر دے۔ کہ جیلانی منجن پائیوریا کے لئے مجرب نہیں ہے۔ اسکو مبلغ پچیس روپے نقد انعام۔ زیادہ تعریف فضول ہے۔ استعمال سے حق اور باطل عیاں ہو جائیگا۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ نوٹ یکمشت پانچ ڈبیہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔ ایجنٹوں سے خاص رعایت۔ ملنے کا پتہ:۔ شفاخانہ جیلانی گمٹی بازار لاہور۔

نیز اس دواخانہ سے ہر یونانی۔ ڈاکٹری پیٹنٹ ادویات مقابلتاً ارزاں قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہیں۔

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی لڑکی کے لئے جس کی عمر ۱۵ سال ہے۔ تندرست مڈل پاس ہے۔ عربی فارسی۔ انگریزی اور کتب حضرت مسیح موعود پڑھتی ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا کنوارا اور تندرست احمدی سابق تعلیم یافتہ برسر روزگار یا کاروباری ہو۔ ذات کا پٹھان نہ ہو۔ خواہشمند احباب حسب ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں۔ محمد بشیر الدین۔ قانونگو تحصیل سودھار ضلع ہمیرپور ڈاکخانہ سرگول۔ یو پی

پتہ یاد رکھئے؟

ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس۔ ڈاکخانہ بیری اکبرپور کانپور اس لئے کہ بیماریوں کا علاج ہومیوپیتھک دوائیوں سے بذریعہ خط و کتابت کیا جاتا ہے۔ دوائیں زود اثر۔ خوش ذائقہ اور کم قیمت ہیں۔ پورا حال تحریر فرمائیے۔ قیمت دوا مع محصولڈاک بذریعہ وی پی وصول کی جائیگی۔

ہومیوپیتھک سیکھنے کے متعلق بھی احباب جوابی کارڈ بھیجکر دریافت کر سکتے ہیں۔

غیبی فرشتہ

نوٹ: بیکار مت

بڑے بڑے پھاکے مت پھکو

جن لوگوں کی صحت بالکل بگڑ چکی ہو۔ اور جسم پر مردنی سی چھائی رہتی ہو۔ طبیعت ہر وقت بےچین رہتی ہو۔ قلت دم کی وجہ سے اعصاب کمزور ہو کر ڈھیلے پڑ چکے ہوں۔ اور قوت ہاضمہ بھی اپنا جواب دے چکی ہو۔ لطیف سے لطیف غذا بھی ہضم نہ ہوتی ہو۔ اور ہر وقت کھٹے ڈکار آتے ہوں۔ وہ ہمارا تیار کردہ سفوف غیبی فرشتہ جو کہ نہایت خوشبودار۔ اور خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ قلیل المقدار بھی استعمال کرنا پڑتا ہے استعمال کریں۔ میں ایمانًا کہتا ہوں۔ کہ دنوں میں آپ سیروں دودھ۔ گھی۔ ہضم کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اور تمام جسمانی خرابیاں دور ہو کر چند دنوں میں جسم مثل کندن کے دمکنے لگ جائیگا۔ زیادہ لفاظی فضول۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ بصورت عدم فائدہ واپسی دام کی شرط ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی ڈبیہ۔ سفوف غیبی فرشتہ عہ؍

سنیاسی لیپن امراض چشم کو منٹوں میں فائدہ دینے والا۔ اور عینک سے بےنیاز کرنیوالا تمام عمر نظر یکساں رکھنے والا فی ڈبیہ عہ؍

المشتہر:۔ ایمانی سوار از ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ لائلپور

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

۱۲

طاقت کی بے نظیر دوا

ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل

اس نام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حال میں جو اہم تصنیف فرمائی ہے۔ اور جس میں مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق کے متعلق زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ اردو میں چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ حجم اڑھائی سو صفحہ ہے ؛

قیمت صرف ایک روپیہ :

ملنے کا پتہ

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— نئی دہلی۔ ۲۳ر دسمبر۔ حکومت ہند کے صیغہ داخلہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ناجائز ترغیب کے دوسرے آرڈی نینس کے ماتحت جو گورنر جنرل نے نافذ کیا ہے۔ بمبئی۔ یو۔ پی۔ پنجاب۔ بہار آسام اور صوبہ سرحد کی حکومتوں کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ اپنے اپنے علاقہ جات کے رُو سے اپنے صوبہ کے کسی حصہ یا تمام علاقہ کو آرڈی نینس کے ماتحت رقبہ مشتہرہ قرار دیدیں:

—— نانکن۔ ۲۳ر دسمبر۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ حکومت کی افواج نے دو دن کی شدید جنگ کے بعد ۱۹ر دسمبر کو کیانگسی کے جنوب میں تنگ گو کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس لڑائی میں دو ہزار اشتراکی مارے گئے۔ حکومت کی افواج کے نقصانات خفیف تھے۔

—— لندن۔ ۲۳ر دسمبر۔ لندن میں کہر کا اس قدر شدید حملہ ہوا کہ تقریباً ۵ لاکھ باشندگان شہر اپنے مکانات میں بند ہو گئے۔ اور کام پر نہیں جا سکے۔ مسافروں کی آمدورفت بند ہو گئی۔ لوگ جہاں کھڑے تھے۔ وہیں کھڑے رہے۔ کئی آدمی راستہ سے بھٹک کر دریا میں گر گئے۔ متعدد اموات کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ ٹرام اور بسوں کی آمدورفت رُک گئی ہے:

—— یروشلم۔ ۲۳ر دسمبر۔ اگرچہ فلسطین کے "قرطاس ابیض" کا جواب عربوں کی طرف سے تاحال شایع نہیں ہوا۔ لیکن معلوم ہُوا ہے۔ کہ عربوں نے اپنے جواب میں یہودیوں کے ساتھ اشتراک عمل اور تعاون کی ہر صُورت کو مسترد کر دیا ہے۔ اور علی الاعلان کہدیا ہے۔ کہ جب تک آزاد حکومت کے قیام کا مطالبہ پورا نہیں کیا جائیگا۔ فلسطین میں امن قائم نہیں ہوگا:

—— منشی گنج (ڈھاکہ) ۲۲ر دسمبر۔ ایک متمول ساہوکار کے مکان پر پچیس ڈاکوؤں نے چھاپہ مارا۔ ڈاکو مہلک آلات سے مسلح تھے۔ اور تمام زر و مال لیکر فرار ہو گئے:

—— لدھیانہ۔ ۲۴ر دسمبر۔ گذشتہ شب سودیشی بازار سبھا کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام منعقد ہُوا جسمیں پولیس نے لاٹھی چلائی جس سے ایک سو پچاس مرد و زن مجروح ہُوئے۔ گیس کے ہنڈے ٹوٹ گئے۔ اور جلسہ گاہ میں اندھیر چھا گیا:

—— ہیگ۔ ۲۴ر دسمبر "مراپی" کی آتش افشانی سے تیرہ سو سے زائد اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ ۱۱ وا کی وجہ سے چالیس دیہات کلی یا جزوی طور سے ویران ہو گئے۔ سینکڑوں مواشی ہلاک ہو گئے اور فصلیں تباہ ہو گئیں۔

—— وائسرائے نے دو ماہ کی خاموشی کے بعد ایک نیا پریس آرڈی نینس نافذ کر دیا ہے جو پہلے آرڈی نینس سے بدرجہا زیادہ شدید ہے

—— نیو دہلی۔ ۲۶ر دسمبر۔ مقامی مرکزی ریلوے سٹیشن میں لفٹ کے قریب ایک بم پھٹا۔ جس سے ایک آدمی ہلاک اور دو مجروح ہُوئے:

—— حیدر آباد (سندھ) ۲۶ر دسمبر۔ شنبہ کی رات کو سکھر میں بم پھٹنے سے دو آدمی شدید طور پر مجروح ہُوئے:

—— کلکتہ۔ ۲۶ر دسمبر۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے تمام منظور شدہ ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے نام ایک سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ کسی طالب کو اس وقت تک سکول میں داخل نہ کریں۔ جب تک اس کا سرپرست اور وارڈ مشترکہ عہد نامہ داخل نہ کریں۔ کہ وہ پکٹنگ یا کسی دوسری سیاسی ایجی ٹیشن میں حصہ نہ لے گا:

—— نیویارک۔ ۲۵ر دسمبر۔ امریکہ کے ایک محافظ جہاز نے برطانی رسد رسانی کے جہاز کو گرفتار کیا جس میں ایک لاکھ ڈالر کی ناجائز شراب بھری ہُوئی تھی:

—— رنگون۔ ۲۴ر دسمبر۔ سوموار کی رات کو ڈاکوؤں نے تین دیہاتیوں پر حملہ کیا۔ اور دو نمبرداروں اور ایک رینجر کو ہلاک کر دیا۔ اور بندوقیں لے کر بھاگ گئے۔ منگلوار کی صبح کو سول پولیس کے ایک دستے سے ان کی مڈبھیڑ ہو گئی۔ ڈاکوؤں نے پولیس کے سپاہیوں پر حملہ کیا۔ اور پانچ کو معمولی سے زخم آئے۔ پولیس بھی فائر کرتی رہی۔ ۵۰ ڈاکوؤں کا ایک گروہ انسین (برما) ڈسٹرکٹ میں گیا۔ اور ایک گاؤں میں ڈاکہ ڈالا۔ نمبردار کو ہلاک کر کے اس کی بندوق چرالی۔ بیس ڈاکوؤں کی ایک اور جماعت نے ایک اور گاؤں پر حملہ کیا۔ اور ایک بندوق لے گئے۔ ۵۰ ڈاکوؤں نے انیان سٹیشن پر حملہ کر دیا۔ گاؤں میں بہت سے گھروں کو لوٹا۔ سٹیشن ماسٹر کے مکان پر ڈاکہ ڈالا۔ سٹیشن اور تار کے اوزاروں کو نقصان پہونچایا۔ اور گاؤں کا ایک نمایاں حصہ نذر آتش کر دیا گیا۔ ریل گاڑی کی آمد و رفت کل رات بند رہی۔ فوری بغاوت کی وجوہات معلوم نہیں ہو سکیں:

—— ٹائمز کا نامہ نگار کالی کٹ سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی منسوخی سزا کی سکیم کے اجراء سے اب تک موپلہ بغاوت کے ۲۳۰۰ موپلہ قیدی مختلف جیلوں سے رہا ہو چکے ہیں۔

—— نیو دہلی۔ ۲۴ر دسمبر۔ اس بات کی زبردست افواہ مشہور ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند کو بجٹ میں جو خسارہ دکھائی دے رہا ہے۔ اُس کو پورا کرنے کے لئے دو ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی بجائے ایک ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی پر ٹیکس لگایا جائیگا:

—— لاہور۔ ۲۸ر دسمبر۔ گورنر باجلاس کونسل نے تخویف مجرمانہ کے جدید آرڈی نینس کو صُوبہ پنجاب میں نافذ کرنے کا اعلان کر دیا ہے:

—— نیو دہلی۔ ۲۹ر دسمبر۔ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل نے اسمبلی کے صدر کے انتخاب کے لئے ۱۷ر جنوری کی تاریخ مقرر کی ہے۔ اس موقعہ پر وائسرائے افتتاحی تقریر بھی کرینگے:

—— الہ آباد۔ ۲۹ر دسمبر۔ آج آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر سر اقبال شروع ہُوا۔ ملک کے مختلف حصص سے مندوبین کی بھاری تعداد شریک جلسہ ہُوئی۔

—— ناگپور۔ ۲۸ر دسمبر۔ ایک ہفتہ سے ضلع بلڈانہ میں اچھوتوں نے زراعتوں اور مسلمانوں نے ساہوکاروں۔ بنیوں اور سرمایہ داروں کے خلاف ایک تشدد آمیز تحریک شروع کر رکھی ہے۔ یہ تحریک روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔ روز روشن میں ڈھول پیٹ کر کھڑی فصلیں کاٹ لی جاتی ہیں۔ گھاس کے انباروں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔ ان کے ملازموں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیدے کر ملازمت ترک کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے:

—— نالوڑ۔ ۲۶ر دسمبر۔ تحصیل نالوڑ میں مالی مشکلات باشندوں کے لئے ناقابل برداشت ہو گئی ہیں۔ مونجی بارہ آنے فی من کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ ایک گائے چودہ آنے میں فروخت ہوئی:

—— الہ آباد۔ ۳۰ر دسمبر۔ کل شام آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین کی مساعی کا اعتراف کرتے ہُوئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اس اجلاس دہلی کی قرارداد کی زبردست حمایت کی گئی۔ جو ہز ہائی نس سر آغا خان کی زیر صدارت منعقد کیا گیا تھا:

—— رنگون۔ ۳۰ر دسمبر۔ فوجی حکام باغیوں کو محصُور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آمدورفت کے تمام رستے بند کر دیئے ہیں۔ کل پنجابی رجمنٹ اور باغیوں کی لڑائی میں موخر الذکر کے ساٹھ آدمی مقتول و مجروح ہُوئے۔

—— لاہور۔ ۳۰ر دسمبر۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر چنن سنگھ جو یونیورسٹی ہال میں گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا تھا۔ کی بیوی بچوں کو دو مربعہ اراضی عطا کئے گئے ہیں۔ بیوی کو تاحین حیات یا تانکاح ثانی بیس روپیہ ماہوار پنشن اور بچوں کو تا اختتام تعلیم سولہ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائیگا۔ ہر بچے کو شادی کے موقعہ پر ایک ہزار روپیہ عطا کیا جائیگا:

—— گورنر پنجاب پر حملہ کے سلسلہ میں اس وقت تک قریباً ۱۴ آدمی گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جن میں مہاشہ کرشن آف پرتاپ اور مہاشہ خورسند آف ملاپ کے لڑکے بھی شامل ہیں۔

—— نئے سال کے خطابات کی فہرست شایع ہو گئی ہے مسٹر جسٹس ظفر علی سابق جج لاہور ہائیکورٹ کو سر اور ملک محمد حیات ...

—— کلکتہ۔ ۳۰ر دسمبر۔ دریائے ہگلی کے دہانے کے قریب ماہی گیروں نے کچھوا قسم کی ۶ فٹ ۱۴ انچ لمبی اور پانچ من وزنی مچھلی پکڑی ہے مچھلی کے پر ۱۴ انچ لمبے اور منہ ۲۰ انچ چوڑا ہے۔ ماہی گیروں کے پھندے سے بچنے کی جد و جہد میں اس نے ان کی کشتی الٹ دی:

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شایع کیا)